

ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. October-December 2025.Page# 5246-5255
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Research Methodology of Al-Taqdīm al-ʿAdabī in the Commentary on the Dīwān of al-Mutanabbī: An Analytical and Critical Study

شرح دیوانِ متنبی میں التقدیم الادبی کا منہج تحقیق: ایک تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ

Dr Muhammad Inamullah
Lecturer Islamic Studies, Abbottabad University
inam@aust.edu.pk
Muhammad Sanaullah
Lecturer Islamic Studies Hazara University Battagram Campus
sanahazarwi992@gmail.com
Muhammad Waliullah
Principle Jamia Zakaria Battagram
walimadani90@gmail.com

Abstract

This study examines Al-Taqwīm al-ʿArabī in its commentary on the Dīwān of al-Mutanabbī, focusing on the author's scholarly and research methodology. The commentary represents an important contribution to the study of classical Arabic poetry, particularly in understanding the linguistic, literary, grammatical, and rhetorical dimensions of al-Mutanabbī's poetry. This research aims to explore the commentator's approach to explaining poetic vocabulary, interpreting meanings, analyzing grammatical structures, clarifying rhetorical devices, and addressing textual and scholarly issues. It also investigates the methodology employed in citing linguistic and literary sources, presenting scholarly opinions, and evaluating different interpretations. Furthermore, the study highlights the commentator's engagement with classical Arabic scholarship and examines the extent to which his approach contributes to a deeper understanding of al-Mutanabbī's poetic discourse. Adopting an analytical and descriptive methodology, the research evaluates the distinctive features, scholarly strengths, and methodological characteristics of the commentary. The study seeks to demonstrate the significance of Al-Taqwīm al-ʿArabī as a valuable source for Arabic literary criticism, linguistic analysis, and the study of classical poetic heritage.

Keywords: *Al-Taqwīm al-ʿArabī, Al-Mutanabbī, Dīwān al-Mutanabbī, Arabic Literary Criticism, Research Methodology, Textual Analysis*

عربی زبان و ادب کی تاریخ میں شعر کو نہ صرف اظہارِ احساس و خیال کا ذریعہ سمجھا گیا ہے، بلکہ اسے زبان کی فصاحت، بلاغت، تہذیبی شعور، تاریخی معلومات اور انسانی تجربات کا جامع مظہر بھی قرار دیا گیا ہے۔ عربی شاعری کے قدیم ذخیرے میں ایسے شعرا موجود ہیں جن کے کلام میں زبان کی غیر معمولی قوت، فکر کی گہرائی، معانی کی وسعت اور اسلوب کی ندرت نمایاں ہے۔ ان شعرا میں ابو الطیب المتنبی کا مقام نہایت بلند اور ممتاز ہے۔ ان کے اشعار میں حکمت، خودداری، شجاعت، مدح، ہجو، فخر اور انسانی نفسیات کی بھرپور عکاسی ملتی ہے۔

متنبی کے اشعار کی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں بعض اوقات ایک مختصر لفظ یا ترکیب کئی معانی اور مفاہیم کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ان کے کلام میں لغوی دقت، نحوی پیچیدگی، استعاراتی اظہار، دقیق تشبیہات اور بلند ادبی اسلوب پایا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ان کے اشعار کو سمجھنے کے لیے محض لفظی ترجمہ کافی نہیں ہوتا، بلکہ لغت، قواعدِ زبان، شعری پس منظر اور ادبی ذوق کی مدد سے ان کی تشریح ضروری ہوتی ہے۔

اسی ضرورت کے پیش نظر عربی ادب میں دیوانِ متنبی کی متعدد شروح لکھی گئی ہیں۔ ان شروح میں بعض نے لغوی و نحوی پہلوؤں پر زیادہ توجہ دی، بعض نے ادبی و بلاغی نکات کو نمایاں کیا، جبکہ بعض شارحین نے شعر کے مجموعی مفہوم، پس منظر اور مقصد کو واضح کرنے کو اپنی شرح کا بنیادی محور بنایا۔

زیرِ مطالعہ کتاب التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي اس سلسلے کی ایک اردو شرح ہے، جس میں شارح نے متنبی کے منتخب اشعار کو اردو زبان میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اس شرح کا مطالعہ اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس میں عربی شعر کی توضیح کے لیے مختلف علمی طریقے یکجا نظر آتے ہیں۔ شارح صرف الفاظ کے ترجمے پر اکتفا نہیں کرتا، بلکہ شعر کی ترکیب، لغات کی وضاحت، ترجمے اور مفہوم کی تشریح کے ذریعے قاری کو شعر کے قریب لانے کی کوشش کرتا ہے۔[1]

اس مقالے میں مذکورہ شرح کے طریقۂ کار کا تجزیہ کیا جائے گا، تاکہ اس کے منہج کی نمایاں خصوصیات، علمی ترتیب اور شرح و توضیح کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لایا جا سکے۔

متنبی اور اس کی کتاب کا تعارف

ابو الطیب احمد بن حسین بن حسن بن عبد الصمد الجعفی الکوفی، المعروف بالمتنبی، عربی ادب کے عظیم شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی ولادت 303ھ میں کوفہ میں ہوئی۔ انہوں نے ابتدائی زندگی عراق میں گزاری، بعد ازاں شام اور اس کے اطراف کے علاقوں میں قیام کیا اور مختلف امراء و حکمرانوں کی مدح میں شاعری کی۔ ان کی شاعری میں فخر، مدح، حکمت، شجاعت، فلسفیانہ خیالات، انسانی نفسیات، خودداری اور زندگی کے تجربات کی گہری عکاسی ملتی ہے۔ ان کا شمار ان شعراء میں ہوتا ہے جنہوں نے عربی شاعری کو فکری گہرائی، معنوی وسعت اور اسلوبی قوت کے اعتبار سے نمایاں مقام عطا کیا[1]،

ابو الطیب المتنبی کی شخصیت اور شاعری نے ان کے زمانے ہی میں اہلِ علم و ادب کی توجہ حاصل کر لی تھی۔ ان کے اشعار مختلف علمی و ادبی مجالس میں پڑھے جاتے، ان کی تشریح کی جاتی اور ان کے کلام کے محاسن و معائب پر بحث ہوتی تھی۔ ان کے کلام کی شہرت اس قدر وسیع ہوئی کہ ان کے اشعار مشرق و مغرب کے ادبی حلقوں میں معروف ہو گئے۔ اس شہرت کا ذکر ابو منصور الثعالبی نے اپنی کتاب يتيمة الدهر في محاسن أهل العصر میں نہایت تفصیل سے کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"نادرة الفلك، وواسطة عقد الدهر في صناعة الشعر" یعنی وہ شاعری کے فن میں زمانے کی ایک نادر شخصیت اور اپنے عہد کے شعری تاج کا مرکزی نگینہ ہے۔ الثعالبی مزید بیان کرتے ہیں کہ متنبی کی شہرت اس قدر پھیل گئی تھی کہ ان کا کلام شہروں اور دیہاتوں میں معروف ہو گیا اور ان کے اشعار لوگوں کی زبانوں پر جاری ہو گئے۔[2]

یہ بیان متنبی کی غیر معمولی ادبی شہرت اور ان کے کلام کے وسیع اثرات کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کے اشعار کی مقبولیت صرف ان کے مدوحین یا درباروں تک محدود نہیں رہی، بلکہ عام ادبی حلقوں میں بھی ان کے کلام کو پذیرائی حاصل ہوئی۔

اسی طرح ابن خلکان نے اپنی مشہور تاریخی و تذکرہ نگاری کی کتاب وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان میں متنبی کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔، وہ متنبی کو مشہور شاعر اور ادب کے ممتاز ائمہ میں شمار کرتے ہیں۔ ابن خلکان نے ان کی زندگی، سفر، مختلف حکمرانوں سے تعلقات، ان کے اشعار اور ان کی وفات کے حالات بیان کیے ہیں۔ ان کے تذکرے سے واضح ہوتا ہے کہ متنبی اپنے زمانے میں غیر معمولی شہرت، ادبی اثر اور بلند مقام کے حامل تھے[3]،

متنبی کی شاعری کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ محض واقعات کی منظر کشی نہیں کرتے، بلکہ ان واقعات کے ذریعے انسانی احساسات، عزائم، خودداری، شجاعت اور زندگی کے فلسفے کو بیان کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں حکمت اور تجربے کا امتزاج پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے بہت سے اشعار ضرب الامثال کی حیثیت اختیار کر گئے اور عربی زبان کے ادبی ذخیرے میں مستقل جگہ حاصل کر لی۔

متنبی اور سیف الدولہ الحمدانی

متنبی کی ادبی زندگی کا ایک اہم دور سیف الدولہ الحمدانی کے دربار سے وابستگی کا دور ہے۔ سیف الدولہ کی مدح میں متنبی نے متعدد قصائد کہے، جن میں جنگی واقعات، شجاعت، بہادری، سیاسی حالات اور حکمران کی عظمت کو شعری انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

---

[1]۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، تحقیق: احسان عباس، بیروت: دار صادر، ترجمہ ابو الطیب المتنبی

[2]۔ الثعالبی، ابو منصور عبد الملک بن محمد، یتیمۃ الدھر فی محاسن أھل العصر، باب: ذکر ابی الطیب المتنبی

[3]۔ ابن خلکان، وفیات الأعیان، ترجمہ ابو الطیب المتنبی

الثعالبی نے متنبی کی شہرت اور سیف الدولہ سے ان کی وابستگی کے بارے میں لکھا ہے کہ سیف الدولہ نے ان کی قدر و منزلت میں اضافہ کیا اور ان کے کلام کو شہرت حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ فراہم کیا۔ ان کے مطابق سیف الدولہ کی سرپرستی کے نتیجے میں متنبی کے اشعار کی شہرت دور دور تک پھیل گئی[4]،

متنبی کے قصائدِ سیف الدولہ میں جنگی شاعری کا ایک نمایاں اسلوب ملتا ہے۔ وہ جنگ کے مناظر کو اس قوت اور تاثیر کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ قاری کے سامنے جنگ کا ماحول، سپاہیوں کی حرکت، گھوڑوں کی دوڑ، تلواروں کی چمک اور میدانِ جنگ کی کیفیت ایک زندہ تصویر کی صورت میں سامنے آتی ہے۔

متنبی کی شاعری کے بارے میں اہلِ ادب کی آراء

متنبی کے بارے میں اہلِ علم و ادب کی آراء مختلف رہی ہیں۔ بعض نے ان کے کلام کو غیر معمولی فصاحت، حکمت اور قوتِ بیان کا نمونہ قرار دیا، جبکہ بعض ناقدین نے ان کے اسلوب، خود ستائی اور بعض شعری مضامین پر تنقید بھی کی۔ یہ اختلاف خود اس بات کی دلیل ہے کہ متنبی کا کلام عربی ادب میں ایک اہم تنقیدی موضوع رہا ہے۔

ابو العلاء المعری سے منقول ایک مشہور قول ہے:

"أبو تمام والمتنبي حكيمان، وإنما الشاعر البحتري" یعنی ابو تمام اور متنبی حکیم ہیں، جبکہ حقیقی شاعر بحتری ہے،

اس قول میں متنبی کے کلام میں حکمت اور فکری مضامین کی کثرت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اگرچہ اس میں شعری اسلوب کے حوالے سے بحتری کو ترجیح دی گئی ہے۔ یہ قول عربی ادبی تنقید میں شعر، حکمت، فصاحت اور اسلوب کے مختلف معیارات کو سمجھنے کے لیے اہم ہے، ابن رشیق القیروانی نے بھی متنبی کے شعری اسلوب اور ان کی شخصیت کے بعض پہلوؤں پر تنقیدی گفتگو کی ہے۔ ان کے حوالے سے یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ متنبی بعض اوقات اپنے کلام میں غیر معمولی اور نادر مضامین اختیار کرتے تھے، جبکہ ان کی شخصیت میں خودداری، شدت اور کبریائی کے عناصر بھی نمایاں تھے۔

ان آراء سے معلوم ہوتا ہے کہ متنبی کا مقام محض ایک شاعر کی حیثیت سے نہیں، بلکہ ایک ایسے ادبی فنکار کی حیثیت سے ہے جس کے کلام نے تنقید، شرح، تجزیہ اور ادبی مباحث کی ایک مستقل روایت پیدا کی۔

دیوانِ متنبی: تعارف، ادبی خصوصیات اور اہلِ علم کی آراء

دیوانِ متنبی عربی شاعری کا ایک اہم اور معروف مجموعہ ہے، جس میں ابو الطیب المتنبی کے قصائد، اشعار اور مختلف شعری مضامین جمع ہیں۔ اس دیوان میں مدح، فخر، حکمت، شجاعت، ہجو، عتاب، وصف اور انسانی زندگی کے مختلف تجربات سے متعلق شاعری موجود ہے۔ متنبی کے کلام کی خصوصیت اس کی زبان کی قوت، الفاظ کی ندرت، معانی کی گہرائی، اسلوب کی بلندی اور حکیمانہ مضامین ہیں۔

متنبی کا دیوان عربی ادب کے ان بنیادی شعری مجموعوں میں شمار ہوتا ہے جن پر متعدد شارحین، ناقدین اور ادیبوں نے کام کیا۔ ان کے اشعار کی لغوی، نحوی، بلاغی، ادبی اور معنوی توضیح کے لیے مختلف ادوار میں مستقل شروح لکھی گئیں۔ اس طرح دیوانِ متنبی صرف شاعری کا مجموعہ نہیں رہا، بلکہ عربی زبان و ادب کے مطالعے، تنقید اور شرح کا ایک اہم علمی موضوع بن گیا۔

دیوانِ متنبی کی شہرت اور ادبی اثرات

ابو منصور الثعالبی نے متنبی کی شاعری کی شہرت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کا کلام شہرت کے اعتبار سے اس طرح پھیل گیا جیسے سورج اور چاند کی روشنی۔ ان کے اشعار بدو اور حضری دونوں معاشروں میں معروف ہوئے اور لوگوں کی زبانوں پر جاری رہے۔ الثعالبی کے اس بیان سے متنبی کے دیوان کی غیر معمولی مقبولیت اور اس کے وسیع ادبی اثرات کا اندازہ ہوتا ہے۔[5]

دیوان کی ادبی خصوصیات

دیوانِ متنبی کی چند اہم ادبی خصوصیات درج ذیل ہیں:

1۔ حکمت اور فلسفیانہ مضامین

---

[4]۔ الثعالبی، یتیمۃ الدھر، ذکر المتنبی۔

[5]۔ الثعالبی، یتیمۃ الدھر، ذکر ابی الطیب المتنبی

متنبی کے کلام میں حکمت، انسانی زندگی کے تجربات، عزائم، خودداری، کامیابی، ناکامی، زمانے کے تغیرات اور انسانی تعلقات کے بارے میں گہرے مضامین ملتے ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار زندگی کے عمومی اصولوں اور انسانی تجربات کی ترجمانی کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کے اشعار مختلف ادوار میں بھی قابلِ مطالعہ اور قابلِ استشہاد رہے ہیں۔

2۔ فخر اور خودداری

متنبی کی شاعری میں فخر کا مضمون نمایاں ہے۔ وہ اپنی شاعری، شخصیت، علم، عزم اور قوتِ اظہار پر فخر کرتے ہیں۔ ان کے اشعار میں خودداری اور بلند عزائم کا اظہار ایک مستقل ادبی موضوع کی حیثیت رکھتا ہے۔

3۔ جنگی شاعری اور منظر نگاری

سیف الدولہ الحمدانی کی مدح میں کہے گئے قصائد میں متنبی نے جنگی مناظر کی غیر معمولی تصویر کشی کی ہے۔ ان کے اشعار میں میدانِ جنگ کے حالات، شجاعت، بہادری اور جنگ کے مختلف مناظر نہایت مؤثر انداز میں بیان ہوتے ہیں۔ ان کی جنگی شاعری عربی ادب میں منظر نگاری اور قوتِ بیان کی اہم مثالوں میں شمار کی جاتی ہے۔

4۔ لغوی وسعت اور فصاحت

متنبی کے کلام میں عربی زبان کے نادر الفاظ، دقیق تراکیب، مختلف لغوی استعمالات اور فصیح اسالیب پائے جاتے ہیں۔ ان خصوصیات کی وجہ سے ان کے دیوان کی شرح کے لیے لغوی تحقیق اور نحوی توضیح کی ضرورت پیش آتی ہے۔

5۔ معنوی گہرائی اور اسلوبی قوت

متنبی کے اشعار میں بعض اوقات مختصر الفاظ کے ذریعے وسیع معانی بیان کیے جاتے ہیں۔ تشبیہ، استعارات، کنایات، تضاد، حکمت اور مختلف ادبی اسالیب کے استعمال سے ان کے کلام میں معنوی گہرائی پیدا ہوتی ہے

دیوانِ متنبی پر شروح اور اہلِ علم کی آراء

متنبی کے دیوان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف ادوار میں متعدد اہلِ علم نے اس کی شرح و توضیح کی۔ ان شروح میں لغوی، نحوی، ادبی، بلاغی اور معنوی پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے۔

1۔ ابن جنی کی شرح

ابو الفتح عثمان بن جنی نے متنبی کے اشعار کی شرح و توضیح میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کی شرح میں لغوی، نحوی اور ادبی پہلوؤں کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ ابن جنی عربی زبان کے بڑے نحوی اور لغوی عالم تھے، اس لیے متنبی کے اشعار کی زبان، تراکیب اور مختلف لغوی استعمالات کی توضیح میں ان کی شرح علمی اہمیت رکھتی ہے۔[6]

2۔ الواحدی کی شرح

ابو الحسن الواحدی نے بھی دیوانِ متنبی کی شرح لکھی[7]، جو متنبی کے اشعار کی توضیح میں اہم مقام رکھتی ہے۔ ان کی شرح میں اشعار کی ترتیب، لغوی وضاحت، مفہوم اور مختلف ادبی نکات پر گفتگو ملتی ہے، شرحِ واحدی کو متنبی کی شروح میں ایک اہم اور مفید شرح قرار دیا گیا ہے، اور اس سے بعد کے شارحین نے بھی استفادہ کیا۔

3۔ العکبری کی شرح

متنبی کے دیوان کی ایک معروف شرح التبیان فی شرح الدیوان ہے، جو العکبری کی طرف منسوب ہے۔ اس شرح میں لغوی، نحوی اور ادبی پہلوؤں کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے مرتبین و محققین کے مطابق شرح میں سابقہ شارحین، خصوصاً ابن جنی، ابو العلاء المعری، الخطیب التبریزی، الواحدی اور دیگر اہلِ علم کی آراء سے استفادہ کیا گیا ہے[8]۔

6۔ ابن جنی، ابو الفتح عثمان، الفسر: شرح ابن جني الكبير على ديوان المتنبي

7۔ الواحدی، ابو الحسن علی بن احمد، شرح دیوان المتنبي

8۔ العکبری، التبیان في شرح الديوان، تحقیق: مصطفى السقا، إبراهيم الأبياري، عبد الحفيظ شلبي، قاہرہ

4۔ شرحِ متنبی کی علمی روایت

متنبی کے دیوان کی شروح میں مختلف علمی رجحانات پائے جاتے ہیں۔ بعض شارحین نے لغوی اور نحوی توضیح کو بنیادی حیثیت دی، بعض نے تاریخی پس منظر اور واقعات کی وضاحت کی، جبکہ بعض نے شعر کے ادبی اور بلاغی پہلوؤں کو زیادہ نمایاں کیا، یہ شروح اس بات کی دلیل ہیں کہ متنبی کا کلام ایک جامع علمی مطالعے کا تقاضا کرتا ہے۔ ان کے اشعار کی تفہیم میں لغت، نحو، بلاغت، تاریخ، ادب اور تنقید جیسے مختلف علوم سے استفادہ کیا جاتا رہا ہے۔

دیوانِ متنبی کی شرح کی ضرورت اور زیرِ مطالعہ شرح کا تعارف

متنبی کے دیوان کی شرح کی ضرورت اس کے کلام کی لغوی، نحوی، ادبی اور معنوی خصوصیات کی وجہ سے محسوس ہوتی ہے۔ ان کے اشعار میں نادر الفاظ، پیچیدہ تراکیب، دقیق معانی اور ادبی اسالیب پائے جاتے ہیں، جن کی وضاحت کے لیے شرح و توضیح ضروری ہے۔ زیرِ مطالعہ کتاب التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي اسی علمی روایت کا حصہ ہے۔ اس شرح میں متنبی کے اشعار کو اردو زبان میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ شارح نے شعر کی ترکیب، حلِ لغات، ترجمہ اور مطلب کی وضاحت کے ذریعے قاری کو شعر کے مختلف علمی و ادبی پہلوؤں سے روشناس کرانے کا طریقہ اختیار کیا ہے۔

اس شرح کی اہمیت یہ ہے کہ یہ عربی شاعری کے ایک اہم کلاسیکی شاعر کے کلام کو اردو خواں قارئین کے لیے قابلِ فہم بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ اس میں عربی متن اور اردو توضیح کے درمیان ایک علمی رابطہ قائم کیا گیا ہے، جس کے ذریعے عربی ادب کے طلبہ اور اردو خواں قارئین دونوں استفادہ کر سکتے ہیں۔

اسی تناظر میں زیرِ مطالعہ شرح کے منہج کا تحقیقی جائزہ اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ شارح نے متنبی کے اشعار کی تفہیم کے لیے کن علمی اصولوں اور طریقوں کو اختیار کیا، لغات کی وضاحت کس انداز سے کی، ترکیبِ شعر کو کس طرح بیان کیا اور شعر کے مجموعی مفہوم تک پہنچنے کے لیے کیا طریقۂ کار اپنایا۔

شارح کا عمومی منہج

کتاب کے مطالعے سے شارح کے عمومی منہج کی چند نمایاں خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ ان میں ترتیب و تنظیم، لفظی توضیح، نحوی تحلیل، ترجمہ اور مفہوم کی تشریح کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

شارح کا طریقۂ شرح بنیادی طور پر توضیحی اور تحلیلی ہے۔ وہ شعر کے الفاظ اور جملوں کو الگ الگ سمجھانے کے بعد ان کے باہمی تعلق اور مجموعی مفہوم کو واضح کرتا ہے۔ اس طریقے سے شعر کی تفہیم مرحلہ وار ہوتی ہے اور قاری کو پیچیدہ شعری عبارت سمجھنے میں سہولت حاصل ہوتی ہے۔

شرح میں عموماً درج ذیل مراحل نمایاں ہیں:

1. اصل عربی شعر کی پیش کش۔
2. شعر کی نحوی اور ترکیبی وضاحت۔
3. مشکل الفاظ اور لغات کی تشریح۔
4. شعر کا اردو ترجمہ۔
5. شعر کے مجموعی مفہوم اور مقصود کی وضاحت۔

یہ ترتیب شارح کے منہج کی بنیادی خصوصیت ہے۔ اس میں شعر کو صرف ترجمے کے ذریعے سمجھانے کے بجائے اس کی زبان اور ساخت کو بھی واضح کیا جاتا ہے، تاکہ قاری شعر کے معنی تک نسبتاً زیادہ واضح انداز میں پہنچ سکے۔[9]

اصل شعر کی پیش کش اور متن سے تعلق

شارح اپنے منہج میں اصل عربی شعر کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ شرح کی بنیاد شاعر کے اصل الفاظ پر قائم رہتی ہے اور اردو توضیح انہی الفاظ کی تفہیم کے لیے پیش کی جاتی ہے، اصل شعر کو سامنے رکھنے سے قاری عربی متن اور اردو تشریح کے درمیان براہِ راست تعلق قائم کر سکتا ہے۔ یہ طریقہ خصوصاً ان طلبہ اور قارئین کے لیے مفید ہے جو عربی شاعری کا مطالعہ کر رہے ہوں اور متن کو سمجھنے کے لیے اردو شرح سے استفادہ کرنا چاہتے ہوں۔

---

[9]۔ مفتی عبد الحلیم قاسمی بستوی، التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، دیوبند: دار الکتاب، مقدمہ، ص12-14

شارح کی کوشش یہ معلوم ہوتی ہے کہ اصل شعری عبارت کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے اس کے مشکل پہلوؤں کی توضیح کی جائے۔ اس طرح شرح اصل متن کا متبادل نہیں بنتی، بلکہ اس کی تفہیم میں معاون کردار ادا کرتی ہے۔

اس طرز کی مثال کتاب کے آغاز میں قصائد کی شرح کے تحت واضح طور پر ملتی ہے، جہاں ہر شعر کو الگ پیش کر کے اس کی تشریح کے مختلف مراحل بیان کیے گئے ہیں۔[10]

ترکیبِ شعر کا منہج

اس شرح کی ایک نمایاں خصوصیت اشعار کی ترکیب بیان کرنا ہے۔ شارح بعض اشعار کی تشریح میں الفاظ کے باہمی نحوی تعلق، جملوں کی ساخت اور مختلف اجزائے کلام کے محل کو واضح کرتا ہے۔

عربی شاعری میں تقدیم و تاخیر، حذف، ضمیر کے مراجع، اضافی تراکیب، وصف و موصوف اور مختلف نحوی اسالیب کی وجہ سے شعر کا مفہوم بعض اوقات عام نثری جملے سے مختلف انداز میں سامنے آتا ہے۔ شارح ان پہلوؤں کو واضح کرنے کے لیے ترکیب کا طریقہ اختیار کرتا ہے، اس منہج میں شعر کے اجزا کو الگ کر کے ان کے باہمی تعلق کو واضح کیا جاتا ہے۔ بعض مقامات پر فعل، فاعل، مفعول، متعلقِ فعل اور دیگر نحوی عناصر کی نشاندہی سے شعر کی ساخت سمجھائی جاتی ہے۔

مثلاً ابتدائی قصائد کی شرح میں شارح ہر شعر کے تحت "ترکیب" کا عنوان قائم کرتا ہے اور شعر کے الفاظ کی نحوی حیثیت، جملے کی ساخت، متعلقہ حروف اور مختلف اجزائے کلام کے باہمی تعلق کو بیان کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شارح شعر کی معنوی تفہیم کے لیے نحوی تحلیل کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔[116]

ترکیب کی علمی اہمیت یہ ہے کہ اس کے ذریعے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

- شعر کی نحوی ساخت واضح ہوتی ہے۔
- الفاظ کے باہمی تعلق کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔
- معنی کی تشکیل میں نحو کے کردار کا ادراک ہوتا ہے۔
- مشکل اور پیچیدہ شعری تراکیب کی تفہیم آسان ہوتی ہے۔
- عربی زبان کے طالب علم کو عملی مثالوں کے ذریعے قواعد سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

اس اعتبار سے شارح کا ترکیبی منہج لغوی اور معنوی توضیح کے لیے ایک بنیادی مرحلہ ہے۔

لغوی تشریح اور حلِ لغات کا منہج

شرح کا ایک اہم پہلو مشکل الفاظ کی وضاحت ہے۔ متنبی کے کلام میں ایسے الفاظ، تعبیرات اور تراکیب موجود ہیں جن کے معانی عام عربی استعمال سے مختلف، وسیع یا مخصوص ہوتے ہیں۔ شارح ان الفاظ کی وضاحت کر کے شعر کے مفہوم تک پہنچنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔

کتاب کے نمونوں میں "حلِ لغات" کے عنوان سے الفاظ کے معانی بیان کیے گئے ہیں۔ اس عنوان کے تحت مشکل الفاظ کی تشریح، ان کے لغوی مفاہیم اور شعر میں ان کے استعمال کو واضح کیا جاتا ہے۔[12]

شارح کے لغوی منہج کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

1۔ مشکل الفاظ کی تعیین

شارح شعر میں ان الفاظ کو نمایاں کرتا ہے جن کے معنی سمجھنے میں قاری کو دشواری پیش آسکتی ہے۔ اس طرح لغوی وضاحت غیر ضروری طوالت سے محفوظ رہتی ہے اور توجہ ان الفاظ پر مرکوز ہوتی ہے جو شعر کی تفہیم میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

---

[10]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12

[11]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12-14، 18-22

[12]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12-14

2۔ متعدد لغوی معانی کی وضاحت

بعض الفاظ کے مختلف معانی ہوتے ہیں۔ شارح ان کے لغوی مفاہیم بیان کر کے شعر کے سیاق میں مناسب معنی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس طریقے سے قاری لفظ کے عمومی مفہوم اور شعر میں اس کے مخصوص استعمال کے درمیان فرق سمجھ سکتا ہے۔

مثلاً ابتدائی قصائد کی شرح میں شارح مشکل الفاظ کے تحت ایک ہی لفظ کے متعدد معانی، مترادفات اور بعض اوقات مختلف استعمالات بیان کرتا ہے۔ اس سے لغت کے دائرے کو وسعت حاصل ہوتی ہے اور شعر کے لفظی مفہوم کو زیادہ واضح انداز میں سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔[13]

3۔ صرفی پہلوؤں کی توضیح

لغوی تشریح کے بعض مقامات پر لفظ کی ساخت، اس کے مادے یا صرفی صورت سے متعلق معلومات بھی سامنے آتی ہیں۔ اس سے لفظ کے معنی کی تفہیم میں مزید مدد ملتی ہے۔

4۔ لغوی معنی اور شعری مفہوم کا تعلق

شارح کی لغوی توضیح کا مقصد صرف لفظ کا ترجمہ بیان کرنا نہیں، بلکہ شعر میں اس لفظ کے استعمال کو سمجھانا بھی ہے۔ اس لیے لغوی تشریح مجموعی مفہوم کی وضاحت سے مربوط دکھائی دیتی ہے۔

ترجمے کا منہج

شرح میں ترجمہ ایک اہم علمی مرحلہ ہے۔ شارح عربی شعر کو اردو میں منتقل کر کے قاری کو اس کے مفہوم سے قریب کرتا ہے۔

شعری ترجمہ ایک مشکل عمل ہے، کیونکہ شعر میں الفاظ کے ظاہری معنی کے علاوہ اسلوب، جذبات، تشبیہات، استعارات اور معنوی لطافتیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ اس لیے شعر کا ترجمہ کرتے وقت لفظی مفہوم اور مجموعی پیغام کے درمیان توازن قائم کرنا ضروری ہوتا ہے۔

شارح کے طریقے میں ترجمہ لغوی وضاحت اور ترکیب کے بعد پیش کیا جاتا ہے۔ اس ترتیب کا فائدہ یہ ہے کہ قاری پہلے شعر کی زبان اور ساخت کو سمجھتا ہے اور پھر ترجمے کے ذریعے اس کے مجموعی مفہوم سے آگاہ ہوتا ہے۔

ترجمے کی اس ترتیب سے شرح میں علمی تدریج پیدا ہوتی ہے۔ قاری کو پہلے الفاظ اور ترکیب کے حوالے سے رہنمائی ملتی ہے، اس کے بعد شعر کے مفہوم کو اردو زبان میں سمجھنے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

کتاب میں ہر شعر کے بعد ''ترجمہ'' کے عنوان سے اردو مفہوم پیش کیا گیا ہے۔ اس ترجمے میں شارح شعر کے بنیادی مضمون کو اردو زبان میں منتقل کرتا ہے اور اس کے بعد مطلب کی توضیح کے ذریعے معنوی پہلو کو مزید واضح کرتا ہے۔[14]

مفہوم اور مطلب کی توضیح

شارح کے منہج کا ایک اہم مرحلہ شعر کے مجموعی مفہوم کی وضاحت ہے۔ لفظی ترجمہ بعض اوقات شاعر کے مقصود کو مکمل طور پر واضح نہیں کرتا، اس لیے شعر کے پس منظر، مضمون اور معنوی تعلقات کی توضیح ضروری ہوتی ہے۔

شرح میں ''مطلب'' کے عنوان کے تحت شعر کے مجموعی مفہوم کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اس مرحلے میں شارح شعر کے الفاظ سے حاصل ہونے والے معنی کو مربوط انداز میں پیش کرتا ہے۔

یہ توضیح قاری کو شعر کی سطحی تفہیم سے آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔ اس کے ذریعے شاعر کے بیان کردہ خیال، اس کے مقصد اور شعر کے مجموعی پیغام کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

---

[13]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12-15، 18-24

[14]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12-14، 18-25

مثلاً ابتدائی اشعار کی شرح میں شارح پہلے شعر کی ترکیب اور لغات بیان کرتا ہے، اس کے بعد ترجمہ پیش کرتا ہے اور آخر میں "مطلب" کے عنوان کے تحت شعر کے مضمون کو تفصیل سے واضح کرتا ہے۔ اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ شارح لفظی معنی اور مجموعی مفہوم کو دو الگ علمی مراحل میں بیان کرتا ہے۔[15]

ادبی توضیح کا منہج

متنبی کے اشعار کا مطالعہ صرف لغت اور نحو کے ذریعے مکمل نہیں ہو سکتا، کیونکہ ان کے کلام میں ادبی اسلوب، فکری گہرائی، حکمت، جذبات اور مختلف شعری مضامین بھی نمایاں ہیں۔

شارح مقدمے میں متنبی کے ادبی مقام اور ان کے کلام کی خصوصیات پر گفتگو کرتا ہے۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شرح کے بنیادی مقصد میں شعر کی ادبی تفہیم بھی شامل ہے۔

ادبی توضیح کے ضمن میں شعر کے مضمون، شاعر کے احساسات، فکری جہت اور اسلوب کی وضاحت اہمیت رکھتی ہے۔ شارح جب شعر کے مطلب کو بیان کرتا ہے تو وہ قاری کو اس کے ادبی اور معنوی پہلوؤں سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

کتاب کے مقدمے میں متنبی کے کلام کی خصوصیات، ان کے ادبی مقام اور شعری مضامین کے حوالے سے گفتگو اس ادبی زاویۂ نظر کو ظاہر کرتی ہے۔

شرح کا تدریسی منہج

زیرِ مطالعہ شرح کی ترتیب سے اس کی تدریسی افادیت بھی نمایاں ہوتی ہے۔ شارح نے اشعار کی تفہیم کے لیے ایسے مراحل اختیار کیے ہیں جو عربی ادب کے طلبہ کے لیے مفید ہو سکتے ہیں۔

اصل شعر، ترکیب، حلِ لغات، ترجمہ اور مطلب کی وضاحت ایک ایسا تدریجی طریقہ ہے جس میں طالب علم کو شعر سمجھنے کے مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے۔

اس طریقے سے طالب علم:

- عربی متن پڑھنے کی مشق کرتا ہے۔
- مشکل الفاظ کے معانی سیکھتا ہے۔
- نحوی ساخت کو سمجھتا ہے۔
- ترجمے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔
- شعر کے مجموعی مفہوم کا ادراک حاصل کرتا ہے۔

اس طرح شرح ایک ادبی کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ عربی زبان اور ادب کے مطالعے میں معاون تدریسی مواد کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

کتاب کے مختلف اشعار کے تحت ترکیب، حل لغات، ترجمہ اور مطلب کے مستقل عنوانات اس تدریسی ترتیب کی واضح مثال ہیں۔[16]

شارح کے منہج کی نمایاں خصوصیات

شرح کے مطالعے سے درج ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں:

1۔ توضیحی انداز

شارح مشکل اشعار اور الفاظ کو آسان اردو میں واضح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

2۔ لغوی اہتمام

حلِ لغات کے ذریعے شعر کے مشکل الفاظ اور ان کے مفاہیم کی وضاحت کی جاتی ہے۔

3۔ نحوی و ترکیبی تجزیہ

اشعار کی ترکیب بیان کر کے ان کی ساخت اور الفاظ کے باہمی تعلق کو واضح کیا جاتا ہے۔

---

[15]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12-14، 18-24

[16]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12-24

4۔ ترجمے کی اہمیت

عربی شعر کو اردو میں منتقل کر کے قاری کے لیے مفہوم تک رسائی آسان بنائی جاتی ہے۔

5۔ مفہوم کی جامع وضاحت

لفظی ترجمے کے بعد شعر کے مجموعی مضمون اور مطلب کو بیان کیا جاتا ہے۔

6۔ تدریجی تفہیم

شرح میں مختلف علمی مراحل کو ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے، جس سے قاری شعر کو مرحلہ وار سمجھتا ہے۔

7۔ تعلیمی افادیت

شرح عربی ادب کے طلبہ اور اردو خواں قارئین دونوں کے لیے معاون حیثیت رکھتی ہے۔

ان خصوصیات کی تائید کتاب کے ابتدائی صفحات میں اشعار کی مسلسل شرح سے ہوتی ہے، جہاں لغوی، نحوی اور معنوی توضیح ایک منظم ترتیب کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔[14]

منہجِ شرح کا تنقیدی جائزہ

کسی شرح کے منہج کا تحقیقی مطالعہ صرف اس کی خصوصیات بیان کرنے تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس کے علمی طریقۂ کار، افادیت اور حدود کا جائزہ بھی ضروری ہے۔ زیرِ مطالعہ شرح میں لغوی، نحوی اور معنوی توضیح کو یکجا کرنے کا طریقہ ایک اہم علمی خوبی ہے۔ اس سے قاری کو شعر سمجھنے کے لیے مختلف علوم سے مدد ملتی ہے اور شرح ایک جامع توضیحی صورت اختیار کرتی ہے، ترکیب اور حلِ لغات کی الگ الگ ترتیب خاص طور پر عربی زبان کے طلبہ کے لیے مفید ہے، کیونکہ اس سے شعر کی تفہیم میں زبان کے قواعد اور الفاظ کے معانی دونوں کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔

اسی طرح ترجمے اور مطلب کی وضاحت کو الگ مراحل میں پیش کرنا بھی ایک مفید طریقہ ہے۔ اس سے لفظی ترجمہ اور شعر کے مجموعی مفہوم کے درمیان فرق واضح ہوتا ہے، کتاب میں ترکیب اور لغوی تشریح کے تحت متعدد الفاظ کے معانی، نحوی ساخت اور جملے کے اجزا کی وضاحت موجود ہے، جس سے شرح کی علمی اور تدریسی افادیت سامنے آتی ہے۔[17]

تاہم شرح کے منہج کا مکمل تنقیدی جائزہ لینے کے لیے درج ذیل پہلوؤں پر مزید تحقیق ضروری ہے:

- لغوی معانی کے مصادر اور مراجع کی تعیین۔
- قدیم شروحِ متنبی سے استفادے کی نوعیت۔
- نحوی وجوہ اور مختلف احتمالات کے بیان کا طریقہ۔
- بلاغی نکات کی وضاحت میں شرح کی وسعت۔
- اشعار کے تاریخی اور واقعاتی پس منظر کی تفصیل۔
- شاعر کے اسلوب اور فکری مضامین کے تجزیے کی مقدار۔
- مختلف شرحوں کے درمیان تقابلی مطالعہ۔

ان پہلوؤں کی تحقیق سے شارح کے منہج کی زیادہ جامع اور علمی تعیین ممکن ہو گی۔

نتائجِ تحقیق

زیرِ مطالعہ شرح کے منہج کا جائزہ لینے سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

1. شرح کا بنیادی منہج توضیحی اور تحلیلی ہے، جس میں شعر کے مختلف پہلوؤں کو مرحلہ وار واضح کیا جاتا ہے۔
2. شارح اصل عربی شعر کو بنیاد بناتے ہوئے اس کی تفہیم کے لیے اردو زبان کو ذریعہ بناتا ہے۔

---

[17]۔ التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي، ص12-25

3. ترکیبِ شعر شرح کے اہم اجزا میں شامل ہے، جس کے ذریعے اشعار کی نحوی ساخت اور الفاظ کے باہمی تعلق کو واضح کیا جاتا ہے۔
4. حلِ لغات کے ذریعے مشکل الفاظ کے معانی اور شعر میں ان کے استعمال کی وضاحت کی جاتی ہے۔
5. شارح ترجمے کو لغوی اور نحوی توضیح کے بعد پیش کر کے شعر کے مفہوم تک رسائی آسان بناتا ہے۔
6. شعر کے مجموعی مطلب کی وضاحت شرح کا ایک اہم مرحلہ ہے، جس سے لفظی ترجمے کے بعد معنوی تفہیم حاصل ہوتی ہے۔
7. شرح کی ترتیب میں علمی تدریج اور تنظیم نمایاں ہے، جس سے اس کی تعلیمی افادیت بڑھتی ہے۔
8. شرح عربی ادب کے طلبہ، اردو خواں قارئین اور متنبی کے کلام سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے مفید علمی معاون کی حیثیت رکھتی ہے۔
9. شارح کے منہج کی مکمل علمی تعیین کے لیے لغوی مصادر، بلاغی توضیحات، تاریخی پس منظر اور دیگر شروح سے تقابلی مطالعہ مزید ضروری ہے۔

خاتمہ

دیوانِ متنبی کی شرح و توضیح ایک ایسا علمی کام ہے جس میں عربی زبان کی مہارت، لغوی وسعت، نحوی بصیرت اور ادبی ذوق بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ متنبی کے اشعار کی معنوی گہرائی اور اسلوبی خصوصیات کے باعث ان کی شرح میں متعدد علمی پہلوؤں کو یکجا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

زیرِ مطالعہ کتاب التقديم الأدبي في شرح ديوان المتنبي میں شارح نے شعر کی تفہیم کے لیے لغوی، نحوی، ترکیبی اور معنوی توضیح کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اصل شعر کی پیش کش، ترکیب، حلِ لغات، ترجمہ اور مطلب کی وضاحت شرح کے بنیادی مراحل ہیں۔ یہ ترتیب شعر کی تفہیم کو تدریجی اور منظم بناتی ہے، اس شرح کا منہج اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس میں عربی شعر کی تفہیم کے مختلف علمی مراحل کو اردو زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح شرح عربی ادب کے مطالعے اور متنبی کے کلام کی تفہیم کے لیے ایک معاون علمی ذریعہ بن جاتی ہے۔